ابتداء ۲۵/ ۶/ ۱۴۴۲ھ
وانتہاء ۱۳/ ۶/ ۱۴۴۲ھ

(648)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام کہ ایک شخص ایک کمپنی میں ملازمت کرتا ہے اور اس کمپنی نے بینکوں سے قرضے لیے ہیں اور اس شخص کا کام بھی بینکوں کے معاملات دیکھنا ہے، کیا اسکی کمائی بھی مشتبہ (سود) ہے؟

محمد
[redacted]

دار الافتاء

تنقیح: مستفتی سے زبانی معلوم ہوا کہ مذکورہ شخص اس کمپنی میں بینکنگ آفیسر ہے، یعنی بینکوں سے کمپنی نے جو قرضے لیے ہیں ان کو دیکھنا، اور کس بینک کو کتنی ادائیگی کردی گئی اور کتنی باقی ہے ان تمام معاملات کو دیکھنا اور ان کی نگرانی کرنا مذکورہ شخص کا کام ہے اور یہ ان تمام معاملات کے ہیڈ ہیں تمام دستاویزات جو کہ بینکوں کے معاملات کے متعلق ہیں پر مذکورہ شخص کا آخری دستخط ہوتا ہے اس کے بعد وہ دستاویزات معتبر قرار پاتے ہیں۔

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام! ایک شخص ایک کمپنی میں ملازمت کرتا ہے اور اس کمپنی نے بینکوں سے قرضے لیے ہیں اور اس شخص کا کام بھی بینکوں کے معاملات دیکھنا ہے، کیا اس کی کمائی بھی مشتبہ (سود) ہے؟

تنقیح: مستفتی سے زبانی معلوم ہوا کہ مذکورہ شخص اس کمپنی میں بینکنگ آفیسر ہے یعنی بینکوں سے کمپنی نے جو قرضے لیے ہیں ان کو لکھنا اور کس بینک کو کتنی ادائیگی کر دی گئی ہے اور کتنی باقی ہے ان تمام معاملات کو دیکھنا اور ان کی نگرانی کرنا مذکورہ شخص کا کام ہے اور یہ ان تمام معاملات کے ہیڈ ہے، تمام دستاویزات جو کہ بینکوں کے معاملات کے متعلق ہیں پر مذکورہ شخص کا آخری دستخط ہوتا ہے اس کے بعد وہ دستاویزات معتبر قرار پاتے ہیں۔

المستفتی: محمد

[redacted]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً و مصلیاً

واضح رہے کہ اگر کمپنی سودی بینکوں سے سود پر قرضہ لیتی ہو تو چونکہ سودی قرضہ لینا اور اس پر سود ادا کرنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے قرآن و حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے اور اس پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (278) فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ [البقرة : 278،279] ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ سود کا بقایا ہے اس کو چھوڑ دو، اگر ایمان والے ہو، پھر اگر تم نہ کرو گے (یعنی سود نہ چھوڑو گے) تو اعلان سن لو جنگ کا اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے۔

اسی طرح سود کے لین دین میں وکالت کرنے، سودی معاملات کو لکھنے اور اس پر گواہ بننے (دستخط کرنے) والے کے بارے میں سخت وعید آئی ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "عن جابر رضی اللہ عنہ قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربا، ومؤکلہ، وکاتبہ، وشاھدیہ، وقال: ھم سواء" [رواہ مسلم] ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، سود کھلانے والے، سود کی تحریر لکھنے والے اور سود پر گواہ بننے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا یہ سب (گناہ میں) برابر (شریک) ہیں۔

تو ایسی صورت میں مذکورہ شخص کا کمپنی میں بطور بینکنگ آفیسر کام کرنا اور کمپنی کے بینکوں سے لیے ہوئے قرضوں کے دستاویزات پر دستخط کرنا اور ان تمام معاملات کی سرپرستی کرنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے اور اس کے عوض ملنے والی آمدنی بھی حرام ہے۔

تاہم اگر کمپنی بینکوں سے سود پر قرضہ نہ لیتی ہو تو ایسی صورت میں مذکورہ شخص کی اس طرح کی ملازمت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کے عوض ملنے والی تنخواہ بھی حلال ہے۔

لما فی القرآن الکریم [آل عمران:130]

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (130)

وفی القرآن الکریم [البقرہ:275]

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ-" [البقرة : 275]

وفی بذل المجهود (19/11) مط: الدراسات الإسلامية الهند

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ "لعن رسول اللہ ﷺ علی آکل الربا و موکله و شاهده" ای الذی یکتب الشهادة و کاتبه قال النووی فیه تصریح بتحریم کتابة (المبایعة بین) المترابیین باجر کان او بغیر اجر و الشهادة علیهما تحریم الاعانة علی الباطل.

وفی تکملة فتح الملهم (619/1) مط: دار العلوم کراچی

و من هنا ظهر ان التوظف فی البنوک الربویة لا یجوز فان کان عمل الموظف فی البنک ما یعین علی الربو کالکتابة او الحساب فذلک حرام لوجهین: الاول اعانة علی المعصیة و الثانی اخذ الاجرة من المال الحرام فان معظم دخل البنوک حرام مستجلب بالربو.

وفی فقه البیوع (1064/2) مط: معارف القران

ان یوجر المرء نفسه للبنک بان یقبل وظیفة فان کانت الوظیفة تتضمن مباشرة العملیات الربویة او العملیات المحرمة الاخری، فقبول هذه الوظیفة حرام، وذلک مثل التعاقد بالربوا اخذا او اعطاء او خصم الکمبیالات، او کتابة هذه العقود او التوقیع علیها، او تقاضی الفوائد الربویة او دفعها او قیدها فی الحساب بقصد المحافظة علیها---ومن کان موظفا فی البنک بهذا الشکل فان راتبه الذی یاخذ من البنک کله من الاکساب المحرمة.

واللہ اعلم بالصواب

بندہ **محمد عمران اللہ** عفا اللہ عنہ

دار الافتاء جامعہ اشرف المدارس کراچی

22/رجب المرجب/1442ھ

7/مارچ/2021ء

الجواب صحیح

بندہ **محمد یونس** عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ اشرف المدارس

22/رجب المرجب/1442ھ

الجواب صحیح
احسان اللہ عفا اللہ عنہ
۲۲ / ۷ / ۱۴۴۲ھ

الجواب صحیح
بندہ عبد اللہ سلیم عفا اللہ عنہ
۲۲ / ۷ / ۱۴۴۲ھ

دار الافتاء
فتوی نمبر ۱۲ / ۱۷۵
مورخہ ۲۲ / ۷ / ۱۴۴۲ھ
7.3.2021

مفتی